

— سوانح —

حضرت مولانا عبدالقادر ایوبی

(از مولانا سید ابوالحسن علی ندوی)

حضرت مولانا عبدالقادر ایوبی رحمۃ اللہ علیہ اس عہدِ آخر میں لیا کالمین کا نمونہ تھے، ان کے فیضِ صحبت و تربیت و اصلاح و ارشاد سے ہندستان و پاکستان کے لاکھوں مسلمانوں کو فائدہ پہنچا۔

تین سو بتیس صفحے کی اس کتاب میں حضرت مولانا ایوبی کی سیرت اور شخصیت ان کے نمایاں صفات، ان کا اندازِ تربیت، توازن و جامعیت، تعلق و خلوص و محبت ہر چیز زندہ و متحرک بن کر سامنے آگئی ہے۔

قیمت مجلد پانچ روپے

مکتبہ اسلام، ۳۔ گوئن روڈ، لاہور

پاکستانی خریدار

حسب ذیل پتہ پر چھ روپے اسٹمپ ۶/۸ فی کتاب کے حساب سے ارسال فرما کر ڈاک خانہ کی پہلی رسید ہم کو بھیجیں، کتاب رجسٹری ارسال کر دی جائیگی۔

— پاکستانی خریدار کے لئے پتہ —

سید محمد ناصر صاحب، ۱۵ کلیٹن روڈ، آمل کالونی، کراچی ۵۔

مجلد
خواتین کا
ذہنی ترجمان

صحیح مسلم

ماہنامہ



چند اہم کتابیں

ذوالفقار، ترجمہ ائمہ السنہ، مقدمہ علامہ سید سلیمان ندوی، امام نووی شراح صحیح مسلم کی مقبول کتاب، یا فاضل القاریین کا سلیس و عام فہم ترجمہ جس میں وہ صحیح روایات ہیں جن کا تعلق فضائل اعمال، اخلاق، اصلاح و تہذیب اور زندگی کے روزمرہ کے احکام و مسائل سے ہے۔ یہ کتاب بہترین ذہنی مصلح اور مربی و مرشد کا کام کرتی ہے۔ ہر عنوان کے نیچے پہلے قرآن مجید کی آیات

مع ترجمہ پھر احادیث ہیں۔ مکمل مجلد آٹھ روپے

ہمارے حضورؐ کیوں کیلئے اپنے طرز

پہ لیک ہی آسان اور مفید کتاب جس میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کو

بڑے اچھے بیاری میں بیان کیا گیا ہے جو چونکہ

نصاب میں داخل کرنیکے لائق ہے، یہ کتاب

ائمہ السنہ، تصنیف صحابہ، ایدیر رضوان کی قصص الانبیاء

کا آخری حصہ ہے قیمت ایک روپہ چھپاس ہے۔

حسین معاشرت مینصف والدہ لانا

سید ابوالحسن علی صاحب ندوی۔

مسلمان لڑکیوں کیلئے ایک ایسی کتاب جس میں

ذہنی ہدایات کیساتھ میکہ سے سیرال تک

کے تمام امور خانہ داری، ہلیقہ شعاری، زمین

مہن کے سارے طریقے بتائے گئے ہیں۔

قیمت ۶۲ پیسے

ملنے کا پتہ

مکتبہ اسلام - گوسن روڈ، لکھنؤ

صرف بائیل ڈہلی آرٹ پریس، ڈہلی میں چھپا

مدار: محرتابی حسنی | دفتر: ...



جلد ۱

۱۱۵۶
۵۹۱۹۵

مسلمان ایمین کا دینی ترجمان

دین و موعود

جلد ۸ مارچ ۱۹۶۲ء ۱۶ شوال ۱۳۸۳ھ نمبر ۳

محمد ثانی

تشریح چھ کتابوں

ملائی

مولا

دفتار

پاکستان میں
بین الاقوامی
کتابوں کی

ماہنامہ "ضوان" گوئن روڈ، گلشن

پاکستان میں ترسیل کا پتہ: ادارہ نشر و اشاعت اسلامیات، منسل خیر المدارس، ملتان (دعوتی پاکستان)

(۱) - اترتاریخ تک پرچہ نہ ملے تو خریداری نمبر کے حوالہ سے مطلع فرمائیے

(۲) - اگر ان حضرات پر سب سے علاوہ ملاحظہ و کتابت سے خریداری دفتر ضوان گوئن روڈ گلشن سے کریں

اس شمارہ میں

صفحہ نمبر	مضمون نگار	مضمون	نمبر
۳	مدیر	خدا کے نام سے	(۱)
۵	حضرت مولانا محمد عبدالشکور صاحب فاضل	قرآن کے آئینے میں	(۲)
۷	آئمۃ اللہ تسنیم	حدیث کی روشنی میں	(۳)
۹	محمد ثانی حسنی	ہیں محتاج تیرے گدا اور شاہ	(۴)
۱۱	بیگم اصغر حسین لکھنؤ	سلیقہ مند لگے	(۵)
۱۵	مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی	ایک خاتون کی ایمانداری	(۶)
۱۹	مولانا سعید انصاری	چہرہ انسانیت کا غازہ	(۷)
۲۱	استاد علی الطنطاوی	ہم سب کو مرنا ہے	(۸)
۲۵	کوثر نیازی	خود ساختہ رسمیں	(۹)
۲۹	واصف خلیس	دو دعائیں	(۱۰)
۳۱	مولانا عبدالرحیم صدیقی	احتیاط کیجئے	(۱۱)
۳۲	آئمۃ العزیز	حضرت ام المین	(۱۲)
۳۶	مولانا عبدالماجد دریا بادی	نیافتہ	(۱۳)
۳۸	محترمہ خیر النساء صاحبہ	ہمارا دسترخوان	(۱۴)



خدا کے نام سے!

حدیث شریف کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر بہت سے حقوق ہیں، مختلف طریقوں سے ان حقوق کی ادائیگی کا حکم آیا ہے، کہیں پر مسلمانوں کو ایک جسم قرار دیا گیا ہے اور فرمایا گیا ہے مسلمان ایک جسم کے مانند ہیں، اگر ایک عضو کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو لامحالہ دوسرا عضو بھی متاثر ہوتا ہے، کہیں امت اسلامیہ کو ایک مضبوط دیوار بتایا گیا ہے جس کی انٹیس ایک دوسرے کو مضبوط رکھتی ہیں، اگر ایک اینٹ نکال لی جائے تو لالہ محالہ دوسری اینٹ کمزور ہو جائے گی، کہیں پر صاف صاف حکم ہے کہ جب کوئی بندہ اللہ کے دوسرے بندہ کی ضرورت پوری کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت میں ضرورت پوری کرنے والے کی ضرورت پوری فرمائے گا، ان ارشادات کے علاوہ ان حقوق کی عدم ادائیگی یا ان سے غفلت برتنے پر سخت وعیدیں آئی ہیں یوں تو ایک انسان کا دوسرے انسان پر بحیثیت انسانی رشتہ کے بڑا حق ہے، کوئی بھی شخص کسی مذہب کا ہو اگر وہ تکلیف میں ہے تو دوسرے انسان کو اسکی مدد کرنا اور اس کی تکلیف کو دور کرنا ضروری ہے اور اس سے غفلت غیر انسانی طریقہ ہے، لیکن مسلمانوں کا آپس کا معاملہ اس سے اور زیادہ اہم ہے، وہ ایک ایسے رشتہ میں منسلک ہیں جو خونی و وطنی نیز اور دوسرے رشتوں سے

کہیں مضبوط ہے، اگر ایک مسلمان دنیا کے آخری کونہ میں رہتا ہے اور وہ تکلیف میں ہے تو دنیا کے دوسرے کونہ کے مسلمان کو تکلیف پہنچانا لازمی ہے لیکن اگر اسی سرزمین کا مسلمان تکلیف میں ہے جس میں دوسرا مسلمان رہتا تو یہ تکلیف دوگنی ہو جاتی ہے، اس توبہ کے بعد اب ہم عرض کرتے ہیں کہ ان دنوں کلکتہ کے مسلمانوں کو جو تکلیفیں پہنچیں گھر سے بے گھر ہوئے، نان شبینہ کو محتاج ہوئے، کل کے کھاتے پیتے آج روٹی کے ایک ٹکڑے تک سے محروم ہوئے، ذرا کوئی ان سستیوں کو دیکھے جن میں یہ بے تصور انسان رہتے تھے کہ وہ کس طرح راکھ کے ڈھیر بن گئے کتنے افسوس کی بات ہے کہ یہ فقر و فاقہ اور افلاس کی زندگی گزاریں اور ان کے بھائی دوسری جگہ عیش کی زندگیاں گزاریں، یہ بات بڑی خوشی کی ہے کہ ہندستان کی مسلمان تنظیموں نے ان کی طرف فوری توجہ کی اور ان کے لئے کپڑوں، روپوں کا انتظام کرنا شروع کر دیا ہے اور برابر ان کی امداد ہو رہی ہے، یہ کام تقریباً ہر شہر میں ہو رہا ہے، اگر آپ اس امداد میں کوئی حصہ نہیں رہا تو سوچنے کی بات ہے کہ ایسا کیوں ہے؟ کیا آپ پر آپ کے مظلوم بھائیوں کا کوئی حق نہیں ہے؟ آپ اپنے ال پر نظر کیجئے کہ یہ جانے والا ہے، آپ کا مال وہی ہے جو ٹھکانے لگے، وہ مال آپ کا مال نہیں ہے جو ادھر ادھر ضائع ہو، خدا کے لئے آپ ان کی امداد میں شرکت فرمائیں اور کسی معتبر تنظیم یا جماعت سے رابطہ پیدا فرمائیں اور اپنے مظلوم بھائیوں اور بہنوں کی امداد میں حصہ لیں، اور اگر آپ کا حصہ ہے تو دوسروں کو آمادہ کریں کہ اس میں آپ کو ثواب ملے گا۔

قرآن کے آئینے میں

☆ امام اہل سنت حضرت مولانا محمد عبد الشکور رضا فاؤنڈیشن

رَبِّ اجْعَلْنِي مِمَّنِ الصَّالِحِينَ (سورہ ابراہیم)

ترجمہ: اے میرے رب کر دے مجھ کو قائم کرنے والا نماز کا اور میری اولاد میں سے بعض لوگوں کو۔

۱۔ اس آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسبتاً علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا مذکور ہے چونکہ حضرت ابراہیم کو بتلایا گیا تھا کہ ان کی اولاد میں کچھ لوگ ظالم بھی ہوں گے۔ قوله تعالیٰ قَالَ لَا يَنْتَهِى الظَّالِمِينَ۔ اس لئے انھوں نے اپنی تمام اولاد کے لئے دعا مانگی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا پڑھ کر آنکھیں کھل جاتی ہیں کہ اللہ اکبر نماز اتنی بڑی چیز ہے کہ اس کے قائم کرنے کی دعا خدا کے خلیل نے خدا سے مانگی یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم کو نماز کے ساتھ بڑی محبت و مشغولیت تھی اور کیوں نہ ہوتی خدا کے خلیل تھے۔

تذکرہ: یہ دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے انتہائی شغف اور محبوب حقیقی جل شانہ کے ساتھ کمال محبت کی دلیل ہے کیا اس دعا سے پہلے حضرت مدوح نماز کے قائم کرانے والے نہ تھے؟ تھے اور ضرور تھے مگر عشق کی خاصیت ہو کہ عاشق کے دل کو کبھی سیر نہیں ہوتے دینا۔ محبوب کے ذکر کی پیاس کبھی

نہیں بکھیتی، عمدہ سے عمدہ تحفہ محبوب کی نذر کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میں
کچھ نہ کیا ہے جان دادش بجز وہ و نخلت ہمیں کشم
زین نقد کم غیار کہ کردم نثار دولت

حضرت ابراہیم علیہ السلام جس عبادت پر ایسے دلدادہ ہوں ہم لوگوں کی کیا متی
کہ اس کے عشق و محبت کی ہوس کریں مگر سنا ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام
مصر کے بازار میں باک ہے تھے اور بڑے بڑے امرا حتیٰ کہ وزیر اور بادشاہ اپنی
حوصلہ افزائی کر رہے تھے، ایک بڑھیا بھی اپنے کاتے ہوئے سوت کی لکڑیاں
لیکر خریداری کیلئے پہنچی۔ بیچاری ایک گوشہ میں بیٹھ کر اپنے دل کو یہ لکڑی سمجھا رہی تھی
ہیں بس گرچہ من کا سد تھا ششم
کہ در سلاک خریدار انش باشم

وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا (دریم
ترجمہ :- اور حکم دیتے تھے وہ اپنے لوگوں کو نماز کا اور زکوٰۃ کا اور تھے اپنے
پروردگار کے نزدیک پسندیدہ۔) اس آیت میں حضرت اسماعیل علی نبینا علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی حالت اور انکی نسبت بیان ہو رہی ہے کہ وہ اپنے لوگوں کو نماز کا حکم دیا کرتے تھے۔
خوشخبری ہو ان اقبال مندوں کو جو نماز کی اشاعت ترویج میں مشغول رہتے ہیں کہ
وہ منصب نبوت کا ایک کام کر رہے ہیں اور جتنی دیر تک وہ اس کام میں مشغول رہتے ہیں
ان کو نیابت نبی کا ثواب ملتا ہے۔ نیابت پیغمبر کوئی معمولی چیز نہیں ہے بلکہ وہ مندرجہ
جسکے قریب جانے سے بڑے بڑوں کا زہرہ آب ہوتا ہے مگر کہیم کار ساز نے اپنے
بندوں کیلئے اس سودے کو کتنا مستساک کر دیا۔ الحمد للہ حمد اکثرا

حدیث کی روشنی میں

☆ ————— اُمّۃ اللہ سنیم

ایک بار درود شریف کے بدلہ دس رحمتیں :-

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ

اس پر دس بار رحمت بھیجتا ہے (مسلم)
درود کی کثرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ذریعہ :-

حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا قیامت میں وہ لوگ مجھ سے سب سے زیادہ قریب ہوں گے جو مجھ پر
سب سے زیادہ درود بھیجیں گے (ترمذی)

جمعہ کے دن درود کی کثرت :-

حضرت اوش سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جمعہ کا دن سب دنوں سے زیادہ افضل ہے تو جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے
درود بھیجو، تمہارا بھیجا ہو اور درود مجھ پر پیش کیا جائے گا، لوگوں نے عرض
کیا یا رسول اللہ ہمارا درود آپ پر کس طرح پیش ہوگا، آپ کا جسم مبارک تو
بوسیدہ ہو چکا ہوگا، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے جسم
حرام کئے ہیں (ابوداؤد)

نام سن کر درود نہ پڑھنے والوں کے لئے وعید! :- حضرت ابوہریرہ

سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے میرا ذکر کیا جاوے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے وہ سخیل ہو جو درود نہ بھیجے :-

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ سخیل ہو جس کے سامنے میرا ذکر کیا جاوے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے (ترمذی) درود کے افضل الفاظ :-

حضرت کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے، ہم نے عرض کیا سلام بھیجنے کا طریقہ تو ہم کو معلوم ہو گیا اب یہ ارشاد فرمائیے کہ درود کیسے بھیجیں آپ نے فرمایا اس طرح کہو اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد وعلی ال محمد كما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمیدٌ حمیدہ اللہم بارک علی محمد وعلی آل محمد كما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمیدٌ حمیدہ میری قبر کو میاں نہ بناؤ :-

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری قبر کو میاں نہ بناؤ اور مجھ پر درود نہ بھیجو وہ مجھ کو پہنچ جائیں گے، چاہو تم کہیں بھی ہو (ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھ کو سلام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو مجھ پر پلٹاتا ہے حتیٰ کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ (ابوداؤد)

ہیں محتاج تیرے گدا اور شاہ

☆: محمد ثانی حسنی

خداوند قدوس و عالم پناہ
تو اللہ و رحمن و الٰہی رحیم
تو ہے نایک الملک و یوم لقیں
الہی تو ہے صاحب کن نکاں
تیرے در کے سائل نبی و ولی
جسے چاہے پناہ عزت کا تاج
جسے چاہے دے رزق تو بے حساب
تیری نعمتوں کا ہے گستاخ حال
یہ جنگل بیاباں یہ کوہ دین
چمند و پرند اور جن و بشر
چسمن کے گل و لالہ و نسترن
یہ شرق اور غرب و شمال و جنوب
ہمالہ کی چوٹی پہ تیری نظر
ہدایت ضلالت تیرے ہاتھ میں

ترمی سلطنت، تیرے ملک سپاہ
بڑی محنت مرم جو تری بارگاہ
تجھی کر ہے زریبا جلال اور جاہ
ترے اک اشارہ پہ عالم تباہ
ہیں محتاج تیرے گدا اور شاہ
جسے چاہے دکھلائے ذلت کی آہ
جسے بھوکے چاہے کرے تباہ
ہو عاجز داغ اور قاصر نگاہ
ہوا اور خطے بے آب و گیاہ
ترے ملک میں ہر سپید و سیاہ
فضا، آسماں اور یہ ہر راہ
ہے ہر سمت دہر جا تری جلوہ گاہ
سندر میں موتی پہ تیری نگاہ
تو گمراہ کر، یا دکھانیک راہ

ہیں تیرے ہی قبضہ میں موت جیسا
 تیری رحمتوں کی نہیں انتہا
 ترے ذکر میں اور تیری یاد میں
 نہیں کوئی معبود تیرے سوا
 یہ نغمے، تبسم، ہنسی، قہقہے
 تو سنتا ہے سب، عالم الغیب ہے
 وہ تیرے کرب و غم کی آئینا
 ہوں لاکھوں درد اور لاکھوں سلام
 دکھائی ہیں راہ اسلام کی
 چلا تو ہمیشہ اسی راہ پر
 کرم کر اٹھی مرے حال پر
 سن لے میرے مالک سب سے بصر
 میں ہو جاؤں تیرے غصہ کا شکار
 مجھے دونوں عالم میں کر سز و
 نہ ہوں باں ذلیل اور نہ وال دویا

بہت عام ہے تیرا رسم و کرم
 ہے شفقت کی بندوں پہ تیری نگاہ

سلیقہ مند ملکہ

☆ بیگم اصغر حسین لکھنؤ

کسی ملک میں ایک بادشاہ تھا، اسکی کسی ملکہ تھیں، چھوٹی ملکہ کا نام
 دل آرام تھا، وہ بادشاہ کی خاص منظور نظر تھی، مگر اس بادشاہ کا عجیب
 شریک سمول تھا کہ روزانہ صبح کو ہر ملکہ کو بلاتا اور پوچھتا کہ تم کو کس قسمت
 سے یہ عیش و آرام میسر ہے؟ کس کی قسمت کھاتی بیٹی ہو؟

ہر ملکہ جواب دیتی کہ آپ کی قسمت سے۔ دل آرام کہتی کہ میں
 اپنی قسمت سے ملکہ بنی ہوں اور اپنی قسمت سے عیش و آرام میسر ہے۔
 بادشاہ کو یہ جواب سخت ناگوار ہوتا مگر خاموش رہتا۔ ایک روز
 شومی قسمت سے دل آرام کے اس جواب پر بادشاہ سخت غضب ناک
 ہو گیا اور وزیر اعظم کو حکم دیا کہ ملکہ کے شاہی کپڑے اور زیورات اتار
 لئے جائیں اور فیس پر سوار کر کے جنگل میں پھینک دیا جائے۔ میں دیکھوں گا کہ
 کس طرح اس معذور ملکہ کو اپنی قسمت سے کھانا پینا، رہنا سہنا میسر ہوتا ہے۔
 یہ حکم سن کر دل آرام سر سے پیر تک کانپ گئی اور زار و قطار رونے لگی۔
 اہل دربار بھی اس حکم پر لرز اٹھے، مگر وہی ہوا جو دل آرام کی قسمت میں
 تھا، کسی کو بادشاہ کے حکم کے سامنے چون و چرا کی گنجائش نہ تھی، ملکہ اپنا فیصلہ
 بدلنے پر تیار تھی نہ بادشاہ اپنا حکم واپس لے سکتا تھا۔ بالآخر بہت

معمولی لباس میں ملکہ فینس میں سوار ہو گئی، کہا روں نے جنگل بیابان میں ملکہ کو اتار دیا اور واپس گئے، کہا رہی ملکہ کی بیکسی دیکھ کر اشکبار تھے مگر قسمت کا لکھا وہ بھی مٹا نہ سکتے تھے، ملکہ غریب ایک درخت کے نیچے سائے میں بیٹھ گئی اور روتی رہی، ننھوڑی دیر میں ایک بڑھا لکڑہارا بوجھ لئے ہوئے اس طرف آنکلا، دیکھا کہ ایک خوبصورت نوجوان عورت بیٹھی رو رہی ہے، اس نے لکڑی کا بوجھ اتار کر زمین پر رکھا اور قریب آ کر پوچھا کہ بیٹی تو کون ہے، کیا مصیبت پڑی ہے کہ تنہا جنگل میں بیٹھی ہے؟

ملکہ اس ضعیف لکڑہارے کی ہمدردی دیکھ کر اور کبھی بیقرار ہو گئی پھر ذرا سنبھلی تو پوری کہانی سنانی اور کہا کہ بابا میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کہاں جاؤں۔ لکڑہارے نے کہا کہ بیٹی میں بہت غریب ہوں، بیوی ہے، چار بیٹے ہیں، کسی کو پیٹ بھر دانہ نہیں ملتا، اس بوجھ سے جس قدر دام ملتے ہیں بس یہی گزارا وقت ہے، مگر تم میرے ساتھ چلو، یہاں جنگلی جانور کھا جائیں گے، رزاق رزق دینے والا ہے۔

ملکہ نے اس کو غنیمت سمجھا اور لکڑہارے کے ساتھ ہونی دکر ٹاپے کا نام بھی اتفاق سے قباز ہی تھا، گھر پہنچتے ہی جب بیوی نے خوبصورت لڑکی کو شوہر کے ساتھ دیکھا تو گالیاں دینا شروع کر دیں کہ گھر میں تو کھانے کا ٹھکانا نہیں اس پر سے اور بیوی کر کے لائے ہو۔

ملکہ خاموش بیٹھی اشک بہا رہی تھی۔ بڑھے نے کہا کہ سخت ہوش میں آ، بات تو سن۔ بڑی بی ذرا خاموش ہوئیں تو قباز نے پورا حال

سنا یا اور کہا کہ جہاں اپنی قسمت لے کر آتا ہے تو کیوں پریشان ہو رہی ہے۔ میں اس لڑکی کو جنگلی درندوں کے حوالہ کیسے کر سکتا تھا، خدا ہمیں رزق دے گا۔ خیر کچھ معاملہ ٹھنڈا ہوا تو ملکہ اٹھی اور بڑی بی سے کہا کہ اماں میری ذات سے آپ کو کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ میں حتی الامکان آپ کو آپ کے بچوں کو ہر طرح آرام پہنچا کر رہوں گی۔

بڑی بی ملکہ کی معصوم صورت دیکھ کر سیدھی نظر آنے لگیں، دو تین دن ملکہ گھر کی صفائی میں لگی رہی اور بڑی بی کے ہاتھ پیر بھی دباتی، قباز جو کچھ لاتا پکا کر سب کو کھلا دیتی، خود کچھ نہ کھاتی۔ چوتھے روز ملکہ نے قباز سے کہا کہ بابا آج آٹا نہ لانا بلکہ اناج اور نمک مرچ تھوڑا لیتے آنا، قباز نے اناج اور نمک مرچ لا کر دل آرام کے حوالہ کیا، اس نے اناج کو بنایا اور پڑوس میں کسی کی چکی سے آٹا پیس لائی، نمک مرچ کی چٹنی بنائی، روٹی پکا کر کھیں تو روز سے ڈگنی روٹیاں تھیں سب نے چٹنی کے ساتھ خوب ہی پیٹ بھر کر کھایا، آج دل آرام نے بھی کھانا کھا کر خدا کا شکر ادا کیا۔ اب روز کا یہی معمول ہو گیا۔ قباز کا پیٹ بھرنے لگا تو بوجھ بھی بڑا اٹھانے لگے، اناج اس قدر آتا کہ دو روز کھانا فراغت سے چل جاتا۔ اب ملکہ نے کہا کہ بابا آپ اناج نہ لایا کیجئے بلکہ پیسہ مجھے دے دیا کیجئے، میں خود منگوا لوں گی، بابا تو بیٹی کے حکم پر چلتے تھے، وہ مزدوری لا کر بیٹی کے حوالہ کر دیتے، اب تو ملکہ باقاعدہ مزے کا کھانا پکانے لگی، دال چاول، روٹیاں ترکاری سب ہی کچھ ہوتی، بڑی بی کا یہ عالم ہو گیا کہ بیٹی پر جان چھڑکتے

لیں، کام کرنا چاہتیں مگر دل آرام بھائی بہنوں سے کام لیتیں مگر اماں کو پاس نہ آنے دیتیں۔ ملکہ نے ایک قدم اور بڑھایا، جو پیسہ پس انداز کر رہی تھی اس سے ایک اور کٹھاڑی منگائی، قباز کے بڑے لڑکے سے کہا کہ تم بھی جا کر بابا کے ساتھ لکڑی کاٹ کر فروخت کرو۔ اب دگنی آمدنی ہو گئی، پیسہ کافی بچنے لگے، ملکہ نے گھر بھر کے کپڑے بنوائے، سب کی حالت درست کی، اچھے سے اچھا کھلاتی، ہر ایک خوشی سے پھولانہ سماتا، ملکہ نے ایک اور کٹھاڑی خریدی، کہا کہ بابا ایک مزدور نوکر رکھئے تاکہ نین بوجھ روزانہ فروخت ہوں، اب تو گھر کا نقشہ ہی بدل گیا، بستر پتنگ سب ہی ٹھیک ہو گئے، ہر طرف فارغ البالی نظر آنے لگی، بابا بوڑھے سے جوان ہو گئے، قوت بھی جوان ہو گئی، دگنا بوجھ اٹھاتے، خوب محنت کر کے بھی نہ تھکتے، پیسہ روزانہ بڑھ رہا تھا ایک روز ملکہ نے کہا کہ بابا آپ اب کام کے قابل نہیں ہیں، صرف نگرانی کے لئے دو بڑے ٹھیلے خرید لیجئے، مزدور بڑھائیے، وہ لکڑیاں کاٹ کر فروخت کریں، اب بلکہ پیسے سے مضبوط ہوتی جا رہی تھی، ہر وقت یہی خیال و ماغ میں چکر لگاتا کہ بادشاہ کو نیچا دکھا کر رہوں گی۔ (باقی آئندہ)

مثالی حکمران (از: مولانا عبد السلام قدوائی)
 خلفائے راشدین اور حضرت مسمر بن عبد العزیز کی حکومت کی تفصیلی واقعات
 مجتبیٰ
 ایک روپیہ آٹھ آنے
 مکتبہ اسلام، ۳۷ گورنمنٹ روڈ، لکھنؤ

ایک خاتون کی ایمانداری

☆ مولانا عبد السلام قدوائی ندوی

بغداد میں ایک بڑا نامی گرامی سوداگر رہتا تھا، اس کا تجارتی کاروبار بڑے پیمانہ پر تھا، دوکان کی دور دور شہرت تھی، گاہک کھینچ کھینچ کر اس کے یہاں آتے تھے، گاہ دو بار کے ساتھ ساتھ سوداگر کی گھر بیوی زندگی بھی بڑی اچھی تھی، اسکی بیوی بڑی سلیقہ مند ہو شیار اور نیک تھی، سوداگر کو اپنی بیوی سے بڑی محبت تھی، بیوی بھی میاں سے دلی محبت کرتی تھی، دونوں بڑے اطمینان اور میل محبت کے ساتھ زندگی بسر کر رہے تھے۔

کبھی کبھی سوداگر اپنے کاروبار کے سلسلہ میں باہر بھی جاتا تھا، کبھی کسی کوئی دن واپسی نہ ہوتی، اس سے زیادہ دن گزر جاتے، مدتوں بیوی کو اس بارہ میں کوئی فکر نہیں ہوتی، لیکن تاشے جب زیادہ اور جلد جلد ہونے لگے اور تھوڑے تھوڑے دنوں کے بعد سوداگر باہر جانے لگا تو بیوی کے دل میں شبہ پیدا ہوا کہ کیا بات ہے؟ اس نے اپنی ایک معتبر لونڈی سے اس شبہ کا ذکر کیا اور کہا کہ جی چاہتا ہے کہ پتہ لگایا جائے کہ سوداگر صاحب آئے دن کہاں جایا کرتے ہیں، لونڈی نے عرض کیا اگر حکم ہو تو میں پتہ چلاؤں۔ بیوی نے کہا۔ میں بہت احسان مند ہوں گی، اگر تم اس راز کو معلوم کر کے مجھے بتاؤ۔

اس حکم کے بعد لونڈی ٹوہ میں لگ گئی کہ سوداگر کہاں جاتے ہیں، ایک دن

چھپ کر ان کے پیچھے لگی تو معلوم ہوا کہ سوداگر کی ایک اور بیوی بھی ہیں اور وہ پہلی بیوی سے چھپا کر کبھی کبھی انھیں کے یہاں جایا کرتے ہیں، اس راز کو معلوم کر کے زندگی واپس آئی اور ملکہ سے سارا واقعہ بیان کر دیا، بیوی کو یہ حال سن کر کچھ رنج ضرور ہوا، مگر اس نے اس رنج کو اپنے دل ہی میں رکھا اور اشارے کنائے کسی طرح اس کا اظہار سوداگر کے سامنے نہ ہونے دیا۔ سوداگر بھی جب گھر آئے تو اپنی (پہلی) بیوی سے بہت اچھی طرح ملتے اور اسے ان کے برتاؤ، طور طریقہ اور سب محبت میں کوئی فرق نہ محسوس ہوتا، اس نے سوچا جب سوداگر صاحب کو میرا تناہا محاذ ہے، میری ناگواری کے خیال سے وہ اپنے اس نکاح کو چھپاتے ہیں تو پھر مجھے بھی یہ چاہیے کہ ان کے لحاظ کا پاس کروں اور جب وہ میرے ساتھ اپنے برتاؤ میں کوئی کمی نہیں کرتے تو مجھے بھی ان کے ساتھ برتاؤ میں کوئی فرق نہ کرنا چاہیے، بیوی کی اس احتیاط کی وجہ سے سوداگر صاحب کو یہ غلط فہمی رہی کہ وہ ان کے نئے نکاح سے ناواقف ہیں اور منہسی خوشی دونوں کی زندگی گزرتی رہی، بالآخر بہت برسوں کے بعد سوداگر صاحب کا انتقال ہو گیا۔ چونکہ انکی دوسری شادی خفیہ ہوئی تھی، اس لئے اس کا حال کسی کو معلوم نہ تھا، سب یہی سمجھتے تھے کہ بس سوداگر صاحب کی ایک ہی بیوی ہیں، چنانچہ ہی سمجھ کر ان کی جائداد اور ترکہ کی تقسیم ہوئی، لیکن بیوی اس حقیقت سے واقف تھیں، اس لئے انکی ایمانداری نے یہ گوارا کیا کہ لوگوں کی نادانیت سے فائدہ اٹھائیں اور اپنی دوسری شریک کو حصہ سے محروم کر دیں، اس لئے انھوں نے اپنے حصہ کی آدمی رقم ایک معتبر آدمی کو دے کر دوسری بیوی کے یہاں بھیجا اور انھیں اطلاع دی کہ سوداگر صاحب کا

انتقال ہو گیا ہے اور مجھے بیوی کی حیثیت سے ان کے ترکہ میں سے جو کچھ ملا ہو اس میں اشرکے مشورہ قانون کے مطابق تم بھی برابر کی شریک ہو، اس لئے تمہارا حصہ تم کو بھیج رہی ہوں، تھوڑے عرصہ کے بعد قاصد واپس آیا اور اپنے ساتھ جو رقم لے گیا تھا وہ بھی واپس لایا، سوداگر کی بیوی نے پوچھا کیا ماجرا ہے، رقم لیکر تم واپس کیوں آئے ہو، اس نے جیب سے ایک خط نکال کر دیا۔ خط میں لکھا ہوا تھا۔
” اچھی بہن!

سوداگر صاحب کے انتقال کی اطلاع سے بڑا رنج ہوا، اشرکے تعالیٰ انکی مغفرت فرمائے اور انھیں اپنی رحمتوں اور عنایتوں سے سرفراز فرمائے، اپنے اپنی نربانی سے مجھے ان کے ترکہ میں سے اپنے حصہ کی آدمی رقم بھیجے آپ کے اس برتاؤ نے مجھے بہت متاثر کیا، حقیقت یہ ہے کہ اس راز کوئی واقف نہیں تھا میرا نکاح بہت ہی پوشیدہ طریقے سے ہوا تھا، مجھے یقین تھا کہ آپ بھی اسے نہیں جانتی ہیں اور میں کیا سوداگر بھی زندگی بھر یہی سمجھتے رہے کہ آپ کو انکی دوسری شادی کی کوئی اطلاع نہیں ہے لیکن اب معلوم ہوا کہ آپ اس راز سے واقف تھیں، سو کن کی جملن مشہور ہے آپ کو یقیناً اس اطلاع سے صدر ہوا ہوگا، لیکن آپ نے جس غیر معمولی صبر و ضبط سے کام لیا، اسکی نظیر شکل سے مل سکتی ہے، اشارہ کنایہ میں بھی تو کبھی یہ پتہ نہیں چلنے پایا کہ آپ اس راز سے واقف ہیں، یہ صبر و ضبط حیرت انگیز ہے، آپ کے اس کمال سے میں بے حد متاثر ہوئی لیکن اس سے بھی زیادہ مجھ کو آپ کی ایمانداری نے متاثر کیا، دولت کس کو

کاشی ہوا لوگ دولت کیلئے کیا کچھ نہیں کرتے لیکن آفریں ہو آپکی ایمانداری کو
کہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ میرا نکاح پر وہ راز میں ہو اور کوئی نہیں ہے جو
بیرہا دکالت کر سکے، آپ نے میرا حق نہ اپنا پسندتہ کیا اور اپنے حصے میں
ادھی رقم مجھے بھیج دی، اللہ کے حاضر و ناظر ہونے کا یقین ہو تو ایسا ہو
اور حقوق العباد کے ادا کرنے کا جذبہ ہو تو ایسا ہو۔

بہن! آپ کی اس ایمانداری، خلوص اور ایثار سے میرا دل بہت
متاثر ہوا، لیکن بہن آپ کا حصہ آپ کو مبارک ہو۔ میں اب اس حصہ کی مستحق
نہیں رہی، سو اگر صاحب نے مجھ سے نکاح کیا تھا، بہت دن
ہم لوگوں نے مسرت کی زندگی بسر کی، لیکن آخر میں یہ سلسلہ
قائم نہ رہ سکا، کچھ عرصہ ہوا انہوں نے مجھے طلاق دے دی تھی
اس راز سے آپ واقف نہیں ہیں۔ آپ کی اطلاع و یقین کے لئے
طلاق نامہ بھیج رہی ہوں، آخر میں آپ کی محبت، عنایت اور
خلوص و ہمدردی کا پھر شکر یہ ادا کرتی ہوں۔“

سو اگر کی بیوی نے یہ خط پڑھا تو بہت متاثر ہوئیں اور اس عورت
کی ایمانداری اور راست بازی نے ان کے دل میں گھر کر لیا اور دونوں کے
درمیان خلوص و محبت کا مستقل رشتہ قائم ہو گیا۔

رضوان خود پڑھے اور دوسروں کو سنائیے اور اس کی
توسیع اشاعت میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیجئے۔

چہرہ انسانیت کا غازہ

☆ مولانا سعید انصاری (مصنف سیر لصحابیات)

عورت کو دنیا نے جن نگاہ سے دیکھا وہ مختلف ممالک میں مختلف رہی
ہو۔ مشرق میں عورت مرد کے دامن تقدس کا داغ ہے، رومہ اس کو گھر کا
اثاثہ سمجھتا ہے، یونان اس کو شیطان کہتا ہے، تورات اس کو لعنت ابدی کا
مستحق قرار دیتی ہے، کلیسا اس کو باغ انسانیت کا کائنات تصور کرتا ہے، یورپ
اس کو خدا یا خدا کے برابر مانتا ہے۔

لیکن اسلام کا نقطہ نظر ان سب جداگانہ دہاں عورت نسیم اخلاق کی
تکلیف اور چہرہ انسانیت کا غازہ سمجھی جاتی ہے

صحیح بخاری میں حضرت عمرؓ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ مکہ میں ہم لوگ عورتوں کو
بالکل بیچ سمجھتے تھے، مدینہ میں نسبتاً ان کی قدر تھی، لیکن جب اسلام آیا اور خدا
ان کے متعلق آیتیں نازل کیں تو ہم کو انکی تندر و منزلت معلوم ہوئی، عرب جاہلیت کی رسم
دختر کشی پر نظر ڈال کر پیغمبر اسلام کے اس قول پر

یا بنحشہ رویدک بالقوادیر انجشہ! دیکھنا یہ آگینے ہیں۔

غور کرو تو تم کو حضرت عمرؓ کے قول کی صحیح تشریح معلوم ہوگی۔

اسلام نے صرف یہی نہیں کیا کہ عورتوں کے چند حقوق متعین کر دیے بلکہ انکو مرد کے
ساوی درجہ دیکر مکمل انسانیت قرار دیا۔ صحیح بخاری میں وارد ہوا ہو الرجل راجع علی

أَهْلِهِ دَهُو مَسْئُولٌ وَالْمِرَاءُ دَائِعِيَّةٌ عَلَى بَيْتِ ذَوْجِهَا وَهِيَ مَسْئُولَةٌ
(جلد ۲ ص ۷۸۳) مرد اپنے اہل کاراعی بنا یا گیا ہے اور اس کے متعلق جواب طلب ہوگا
اور عورت شوہر کے گھر کی راعیہ ہے اور اس سے ان کے متعلق باز پرس ہوگی۔

سنن ابن ماجہ میں اس کی مزید تشریح ہے لَيْسَ تَمْلِكُ مَنْ مَنَّهُنَّ شَيْئًا
غَيْرَ ذَلِكَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ بِهَا حَشِيَّةٌ مُبَيِّنَةٌ، تم کو عورتوں پر بجز مخصوص حقوق
کے کوئی دسترس حاصل نہیں ہے لیکن ہاں جب کوئی گناہ کریں۔

اس بنا پر اسلام میں عورت کی جو منزلت قائم ہوئی وہ بلحاظ نتائج دیگر
اقوام و مذاہب سے مختلف تھی، عام دنیا اپنی قومی تاریخ پر ناز کرتی ہے اور بجا طور پر
کرتی ہے لیکن اگر اس سے سوال کیا جائے کہ ان رخسانہائے پارین میں صنف نازک
کی سعی و کوشش کا کس قدر حصہ تھا؟ تو دفعۃً ہر طرف خاموشی چھا جائیگی
اور فخر و غرور کا سارا ہنگامہ سرد ہو کر رہ جائے گا۔ یونان بے شبہ اپنی "ربات النوع"
کو پیش کر سکتا ہے۔ ہندستان متعدد عصمت و عفاف کی دیویوں کے نام لے سکتا
ہے۔ یورپ کا گولڈن ڈیڈس چند جنگ آزما عورتوں کو منظر عام پر لاسکتا ہے،
لیکن کیا ان کی وجہ سے دنیا نے کچھ بھی ترقی کی ہے؟ اور تمدن کا قدم ایک
انچ بھی آگے بڑھ سکا ہے، تاریخ ان سوالات کا جواب نفی میں دیتی ہے
..... سچات اس کے اسلام نے جن پردہ نشینوں کو اپنے کنارہ عاطفت میں
جگہ دی انہوں نے دنیا میں بڑے بڑے عظیم الشان کام انجام دئے ہیں جو تاریخ
کے صفحات میں نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔

(بیر الصحابیات)

ہم سب کو مرنا ہے

☆ : اناؤ علی الطنطاوی

کیا تم نے کسی دن کوئی جنازہ دیکھا ہے کیا تم اس کو جانتے ہو یہ کون ہے
جب یہ چلتا تھا تو زمین ہل جاتی تھی اور جب بات کرتا تھا تو لوگوں کے کان
کھڑے ہو جاتے تھے اور جب غصہ ہوتا تھا تو لوگ ہیبت کھا جاتے تھے لیکن
کیا ہوا ہے اس پر یہ وقت آیا کہ آج بے روح جسم ہے اور ایک لاش، اس پر
ایک کھٹی بیٹھ جائے تو ہٹا نہیں سکتا اور اگر اس کو کتا گھسیٹ لے جائے تو
اپنے کو بچا نہیں سکتا۔

اور کیا تم نے سنا کہ یہ لڑکی کتنی حسین تھی، لوگ اس کو دیکھ کر فتنے میں پڑ جاتے
تھے، حسن و جمال میں بیکتائے روزگار تھی، گویا حسن و جمال کا سراپا تھی لیکن
آج اس پر بھی ایک ایسی گھڑی آگئی کہ رُوح نکل گئی اور اس کا جسم بے رُوح
رہ گیا اور ایک مردہ جسم سڑا اور گل جانے والا، آج اس کے جسم میں خاک ہے
اور یہ کپڑوں کی آماجگاہ، جو لوگ کل تک ہزاروں روپیہ خرچ کر کے اس کا
حسن و جمال خریدتے تھے آج بدبو اور بے جان لاش ہونے کی وجہ سے
قریب کھڑا ہونا تک پسند نہیں کرتے۔

اور کیا تم نے کتابوں میں پڑھا ہے اس سرکش و جبار کے متعلق کہ اسکے
نام سے بڑے بڑے بہادر کا پتے تھے اور اس کے ہیبت و جلال سے

مردان کا زار تک خوف زدہ رہتے تھے۔

کس شیر کی آمد ہو کہ دن کا نپ رہا ہے
کوئی اس کی طرف نظر بکھر کر نہ دیکھ سکتا تھا نہ آنکھوں سے آنکھیں ملا سکتا تھا
وہ بات کرتا تھا تو لوگ غور سے سنتے، اگر حکم دیتا تھا تو اس کو پورا کیا جاتا
آج اس کا جسم مٹی ہو گیا جس کو پیر روندتے ہیں اور اس کی قبر ایسی ہو گئی کہ حق کے
بچے کھیلنے ہیں اور لوگ گنگی ڈالتے ہیں۔

کیا تم کبھی ان جگہوں سے گزرے ہو، جہاں چھوٹی چھوٹی گھاس اگی ہے
اور پتھروں کے نشانات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قبریں ہیں۔
پھر بتاؤ کہ ان تمام واقعات اور شہادت کے بعد کیوں نہیں یقین کرتے
کہ دنیا میں آخر موت ہے۔

تم وعظ سنتے ہو اور ڈرانے والی باتیں پڑھتے ہو تو کیوں یہ سمجھتے
ہو کہ ساری باتیں تمہارے لئے نہیں بلکہ ان کے مخاطب دوسرے لوگ ہیں اور
تم جنازے سے گزرتے ہوئے دیکھتے ہو اور ان کے پیچھے چلتے ہو مگر تمہارا
حال یہ ہوتا ہے کہ ایسے سنگین ماحول میں بھی تم دنیا کی باتیں کرتے ہو اور
آرزوؤں اور تناؤں میں کھوئے رہتے ہو گویا کہ تمہارا واسطہ موت نہیں
پڑے گا اور یہ نہیں سوچتے کہ جن کو تم کا دھماکہ کر چل رہا ہے، یہ اب
پہلے تمہاری طرح زندہ تھے ان کے دل بھی اربانوں اور آرزوؤں کی
آماجگاہ تھے اور ان کے قلب میں بھی خواہشات اور تمناؤں میں جوش مارا کرتی تھیں
پھر کیوں بادشاہ اپنی بادشاہت پر ناز کرتا ہو اور کبھی کرتا ہو اور ظلم

سفاکی کرتا ہے، کیا وہ گمان کرتا ہے کہ یہ وقت ہمیشہ ایسا ہی رہے گا؟
یہ دنیا کبھی بھی کسی کی نہیں ہوتی، اگر یہ کسی کی ہوتی تو پہلے آنے والے
باقی رہتے اور اس کا وقت نہ آتا۔ یاد رکھو اس زمین کو بڑے بڑے سرکشوں
اور بڑے بڑے بادشاہوں نے روندنا ہے مگر انجام زمین نے
ان روندنے والوں کو اپنے پیٹ میں چھپا لیا اور لوگ انکے ناموں تک کو بھول گئے
امیر اپنی امارت پر ناز کرتا ہے اور بہادر اپنی بہادری پر، جوان اپنی
جوانی پر، تندرست و توانا اپنی صحت پر اور گمان کرتا ہے کہ یہ چیزیں برقرار
رہیں گی، لیکن ہائے

ہے کوئی ایسی چیز جو موت سے بچی ہو؟
بڑی سے بڑی عمارت ایک دن ٹوٹ پھوٹ جاتی ہے اور مٹی ہو جاتی ہے
اور بڑے بڑے تناور درخت سوکھ جاتے ہیں اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر جلنے والی
لکڑی بن جاتے ہیں، وہ شیر جن کی ڈھار سے جنگل گونجتا ہے، ان پر کبھی ایسا
وقت آتا ہے کہ موت کی نیند سو جاتے ہیں اور کتے انکو بونی بونی کر کے کھاتے ہیں۔
اور پھر اس دنیا پر ایک وقت آئے گا کہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے
آسمان پھٹ پڑے گا اور چاند تارے ٹوٹ پھوٹ جائیں گے اور سوائے
خدا کی ذات کے کوئی باقی نہ رہے گا۔

وہ دن وہ ہو گا کہ پکارنے والا پکارے گا لَمِنَ الْمَلَكِ الْيَوْمَ، آج
کس کی حکومت ہے؟ جواب صیغے والا جواب دے گا اللَّهُ الْوَاحِدُ
الْقَهَّادُ، ایک اللہ کی جو زبردست ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کو زیادہ یاد کرنے کا حکم دیا ہے، پس موت کو یاد کرو، تاکہ طمع و حرص کے جال سے نکلو اور دل کی سخی سے نجات پاؤ اور نرم دل ہو اور ہاتھ کے سخی اور وعظ و نصیحت سے تاثر قبول کرنے والے بنو۔

اس کو یاد کرو تاکہ اس کی تیاری کر سکو، اس لئے کہ دنیا ایک سرائے ہے۔ تم وہاں اترتے ہو تو سفر سوار رہتا ہے اور آگے چلنے کی تیاری کرتے ہو۔ تم نہیں جانتے کہ کب پیغام آجائے اور اگر تم تیار رہو گے، ساز و سامان باندھے رہو گے تو حکم پر تیار ہو جاؤ گے اور خوش ہو گے اور اگر تمہارا سامان کھلا رہا، کپڑے ادھر ادھر پھیلے رہے تو تم کو بے سامان کے جانا پڑے گا، نہ تو شہر ہو گا نہ سامان۔

پس موت کی تیاری کرو، توبہ کے ساتھ، جو حساب پاک صاف کرنے والی ہے اور حقوق کی ادائیگی کے ساتھ اور ظلم و ستم سے بچتے ہوئے تاکہ لوگوں کے ساتھ تمہارا معاملہ درست رہے۔

یاد رکھو! کبھی یہ نہ کہو میں جوان ہوں

کبھی یہ نہ کہو میں بڑا ہوں

کبھی یہ نہ کہو میں امیر ہوں

اس لئے کہ جب عزرائیل آئیں گے تو نہ جوان کو پہچانیں گے نہ بوڑھے کو نہ بڑے کو نہ چھوٹے کو، نہ امیر کو نہ فقیر کو۔

اور تم کو نہیں معلوم کہ حضرت عزرائیل کب تمہارے دروازے کو کھٹکھٹائیں

کوثر نیازی

خود ساختہ رسمیں

ایک طویل تقریر کے چند پیرے

آج کل آپ جس سے بھی بات کریں وہ بے اطمینانی اور بے چینی کا اظہار کرتا ہی، خاص طور پر ہماری گھر بھو اور عائلی زندگی میں بہت زیادہ تفرقات اور عام بے سکونی پائی جاتی ہے، نہ بیٹیوں والے مطمئن ہیں اور نہ بیٹوں والے، طرح طرح کے افکار اور تئسی پریشانی والدین کے سر دلوں پر مسلط ہیں، اسی کے بہتے دوسرے ماوی اور روحانی اسباب بھی ہوں گے، لیکن ایک بہت بڑا سبب یہ بھی ہے کہ بد قسمتی سے مسلمانوں نے شریعت کا راستہ چھوڑ کر رسومات اور عاجول کا راستہ اختیار کر لیا ہے، ہماری اپنی بنائی ہوئی رسومات نے ہمیں گھیر لیا ہے انکی مثال زنجیروں کی سی ہے اور یہ زنجیریں سونے کی ہوں یا چاندی کی انہوں نے ہمیں بڑی طرح جکڑ رکھا ہے اور بد قسمتی یہ ہے کہ ہم ان سے پھٹکارا پانے کی بجائے ان میں اُبھکتے چلے جا رہے ہیں، یہی وجہ ہے کہ آج ہماری خاندانی اور عائلی زندگی بڑی طرح بے سکونی کا شکار ہے۔

معیار عزت و ادب:

پہلے اگر کسی کی بیٹی کا رشتہ لینا ہوتا تھا تو اسکی دینداری، شرافت، عجا، پاک بازی، عفت اور حسن سیرت و صورت کو دیکھا جاتا تھا، اس وقت بیٹیاں سونے میں نہیں تلا کرتی تھیں، اس پر نگاہ نہیں ہوتی تھی کہ جب تک باپ اپنی بیٹی کو ہزاروں کاہر سے دے

بنگلہ دے، کارنہ دے اسوقت تک ہم اپنے بیٹے کی شادی نہ کریں گے مگر فردا کی
 میں اسکے برعکس یہ دیکھا جاتا تھا کہ یہ سچی اپنے حسن گفتار، حسن رفتار اور حسن کردار اور
 سلیقہ مندی کی بنا پر ہمارے گھر کے لئے رحمت ثابت ہوگی یا نہیں؟ امیر المؤمنین حضرت
 عمر فاروق کے عہد کا واقعہ ہے کہ وہ ایک مرتبہ رات کے وقت شہر میں گشت کر رہے
 تھے کہ ایک گھر کے قریب سے گزرتے ہوئے آپ نے ماں بیٹی کا مکالمہ سنا، ماں بیٹی
 سے دودھ میں پانی ملانے کے لئے کہہ رہی تھی، بیٹی نے انکار کر دیا تو ماں نے کہا "تو
 تو چلی ہے اسوقت امیر المؤمنین تو نہیں دیکھ رہے۔"

بیٹی نے کہا "اماں امیر المؤمنین نہیں دیکھ رہے مگر خدا تو دیکھ رہا ہے۔"
 امیر المؤمنین نے یہ جواب سنا، اس گھر کو ذہن میں رکھا اور واپس لوٹ گئے۔
 صبح ہوئی تو اسی لڑکی کا رشتہ اپنے بیٹے کیلئے مانگ لیا۔ یہی وہ خاتون تھیں جن کی نسل
 سے عمر بن عبد العزیز جیسی صالح شخصیت نے جنم لیا۔

غرضیکہ مسلمانوں کے عہد عروج میں رشتے میں پہلے حسن کردار کو پیش نظر رکھا جاتا تھا
 اور لڑکیوں والے بھی لڑکوں کو مادہی دولت و ثروت کی ان کسوٹیوں پر نہیں پرکھتے تھے جن پر آج
 پرکھا جاتا ہے، انکی پرکھ کی کسوٹیاں اس دور میں سیرت، کردار، اخلاق اور علم دین تھیں
 جو لوگ ان صفات سے مالا مال ہوتے، اس معاشرے میں انھیں کو مالدار سمجھا جاتا تھا،
 حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے تو حبشی نژاد لیکن جب انھوں نے شادی کے ارادے کا اظہار کیا تو
 وہی سردار قریش جنھیں اپنی نسل، نسب، رنگ اور زبان پر بڑا فخر تھا، ایک دوسرے
 سے بڑھ چڑھ کر اسکے خواہش مند تھے کہ کاش! بلال ان کے داماد بن جائیں۔

مگر اب معاملہ بالکل الٹا ہے، عزت اور شرافت کی قد میں بدل گئی ہیں رسموں نے

شرعیات کی جگہ لے لی ہے۔ پہلے سچی کا نکاح کرنے میں جلدی کی جاتی تھی مگر اب رشتے کے یہ خود
 معیار زنجیر پابن گئے ہیں لڑکیوں کے بال سفید ہو جاتے ہیں مگر اپنی بلند خیالی سے اڑ کر انکی
 شادی نہیں کی جاتی، نکاح کو مشکل سے مشکل تر بنا دیا گیا ہے، مالا نکہ اسلامی معاشرہ میں نکاح
 آسان تر تھا اور زنا حرام اور مشکل تر۔ زنا پر پابندیاں اور قیود تھیں لیکن آج ہمارے ہاں زنا
 آسان تر ہو گیا ہے، پیشے کر نیوالیوں کے بازار ہر بڑے شہر میں قائم ہیں لاسنسوں اور بڑوں
 کے ذریعہ ہم نے اس حرام کو حلال بنا دیا ہے اور نکاح جو آسان تر تھا اسقدر مشکل ہو گیا۔ جیسے آج
 کے دور میں ایک شریف آدمی کیلئے بنگلہ بنانا اور کار خریدنا۔ اسلام نے نکاح کے لئے طرفین سے
 ایجاب قبول کی شرط کو کافی سمجھا تھا اور اسے اتنا آسان بنایا تھا کہ اگر ایک عورت، ایک مرد
 دو مسلمان مردوں کی موجودگی یا ایک مسلمان مرد اور دو مسلمان عورتوں کی موجودگی میں نکاح
 و قبول کر لیں تو رشتہ ازدواج میں منسلک ہو سکتے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ اس سے بھی
 آسان کہ اگر کسی محفل میں ایک مرد کسی عورت کو بغرض نکاح "میری بیوی" کہہ دے
 اور وہ بجا بآیتیک کہے تو نکاح منعقد ہو گیا۔ یا ایک مرد کسی عورت کو خط لکھے اور اس
 اسے نکاح کا خط لکھے اور اس میں اس سے نکاح کا ارادہ ظاہر کرے اور وہ عورت دو مسلمان
 مردوں کی موجودگی میں یہ بتاتے ہوئے کہ خط کس کا ہے اور اس دعوت کو قبول کر لے تو
 وہ دونوں رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئے لیکن ہم نے اس سانی کو اپنی ہی خود ساختہ
 رسموں کے ہاتھوں مشکل تر بنا دیا ہے اور اس کے برعکس گناہ عظیمہ زنا، کو اسقدر
 آسان بنا لیا ہے کہ آج ہمارے مسلمان بھائی قانون کے زیر سایہ کھلم کھلا جسموں کی خرید و فروخت کر رہے ہیں۔

بھاری حق ہر۔ رسموں کے یہ بندھن مضبوط سے مضبوط تر ہوتے چلے جاتے ہیں
 اور یہ نظر آتا ہے جیسے ہم اس چکر سے نکلنا ہی نہیں چاہتے، ایک رسم یہ بھی ہے کہ نکاح کے

وقت اتنی بھاری نہیں حق ہر کے طور پر رکھی جاتی ہیں کہ ایک متوسط طبقہ کے آدمی کی برداشت سے باہر ہوتی ہیں، نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہر باندھ تو لئے جاتے ہیں لیکن نہ مردوں ہی کو یہ خیال ہوتا ہے کہ اسے یہ رقم بیوی کو ادا کرنی ہے اور نہ عورت والوں کو اس بات کا خیال ہوتا ہے کہ بعد از اس عورت کو یہ رقم ملے گی بھی یا نہیں؟ اس میں شک نہیں کہ اسلام میں بڑی رقموں کے حق ہر بھی باندھے گئے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے ایک نکاح میں چالیس ہزار درہم حق ہر دکھا حضرت عبداللہؓ بن عمر اور بعض دوسرے صحابہ کرامؓ نے بھی دس دس ہزار درہم کے ہر باندھے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور ام المومنین ام حبیبہؓ کے نکاح میں سچائی شاہ جلسہ نے حضورؐ کی طرف سے چار ہزار درہم کا ہر باندھا لیکن خود حضور سرور کائنات کا اس سلسلہ میں کیا سود تھا وہ اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ آپ نے اپنی صاحبزادی خاتون جنت حضرت فاطمہؓ کا حق ہر تقریباً پانچ سو درہم جو ہمارے حساب سے ایک سو پینتالیس تولہ دس شہ چاند بنا ہر معین کیا، اگر کوئی آدمی صاحب استطاعت ہے اور وطن میں خوشدلی سے مرد کی حیثیت کے مطابق زیادہ ہر مقرر کر دیں تو اس میں کچھ خرچ نہیں کرنا ہے کہ اس معاملے میں بھی ہم محض سمیت کا شکار ہو کر رہ گئے ہیں استطاعت ہو یا نہ ہو حق ہر ضرور بڑی سے بڑی رقم کا مقرر کیا جائے حتیٰ کہ باوقات نکاح کے وقت اسی معاملہ پر بھگڑا ہو جاتا ہے اور برات کو اس کو ٹنٹا پڑتا ہے لیکن ہم کچھ بھی نہیں سمجھتے۔ ہر عورت کا حق ہے اور لازم ہے کہ مرد اسے ادا کرے لیکن ہم اس سلسلے میں اتقدر لا رہا ہی کرتے ہیں کہ شاید ہی ہمارے معاشرہ میں کوئی ایسی مثال نظر آئے جس میں کسی عورت کے ہر کی ادائیگی کی گئی ہو درت زیادہ نہ رہے اور یہ دیا جاتا ہے کہ اسے منسا کر لیا جائے اور اگر شوگر تو معاف کرنے کی ضرورت بھی نہیں سمجھتے اور بیوی اس حق کو لئے بیٹے اشتر میاں کے حضور پہنچ جاتے ہیں، اگر بیوی معاف نہ کرے تو کون اعدا کر سکتا ہے کہ مرد کو کل قیامت کے روز یہ سودا کتنا ہنگام پڑے گا۔

وصف خشک

دُودُعَائِيْنَ

ایک عربی کہتا ہے :-

ایک عربی بدوا اپنے بچے میں بیٹھا خدا کے حضور بڑے الحاح و زاری سے دعا کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا :-

اے وہ ذات جس کو آنکھیں دیکھ نہیں سکتیں اور خیالوں میں وہ نہیں آ سکتا، اور اسکی صفت اچھے سے اچھے صفت بیان کرنے والے بیان نہیں کر سکتے اس کو حوادث چھو نہیں سکتے اور وہ ذات عالی کسی انقلاب و حادثہ سے تازہ نہیں ہو سکتی، جو پہاڑوں کے وزن کو بخوبی جانتا ہے اور سمندر کے بوجھ کا اسکو بخوبی علم ہے، بارش کے قطروں کی تعداد اسکے علم میں ہے، اسی طرح دنیا کے درختوں کی پتیوں سے واقف ہے، رات کی تاریکی اور دن کی روشنی میں جو کچھ ہوتا ہے اس سے باخبر ہے، نہ آسمان اس سے کچھ چھپا سکتا ہے نہ زمین اپنے حصہ کی کسی چیز کو پوشیدہ رکھ سکتی ہے، نہ سمندر اپنی گہرائی میں کسی چیز کو چھپا سکتا ہے اور نہ پہاڑ اپنی اتہ میں پوشیدہ رکھ سکتا ہے۔ اے خدا جو ان تمام صفات کا مالک ہے، میری عمر کا وہ حصہ بہتر بنا جو اس کا آخری حصہ ہو اور اعمال میں وہ عمل بہتر فرما جو زندگی کا آخری عمل ہو اور دلوں میں وہ دن بہتر کر جس دن میں تجھ سے ملوں۔ اے اسلام کے ولی اور مسلمانوں کے نگہبان اسلام پر مجھ کو قائم اور ثابت قدم رکھ، یہاں کہ میں اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں۔“

یہ دعا ہمارے آپ کے سب کے کام کی ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام پر قائم اور ثابت قدم رکھے (آمین)

ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ سوچ غروب ہو رہا ہے، بغداد کے ایک یوسف الرازی دوسرے بزرگوں کے درمیان بڑے درد و غم سے یہ دعا کر رہے ہیں۔

”اے خدا جس نے میرے کان اپنی معرفت کے جاننے کا ذریعہ بنائے اور میرا

قلب اپنی یاد اور ذکر کا مرکز بنایا۔ اے وہ ذات جس نے اپنی بخششوں اور

عظایا کا مجھ پر احسان کیا، مجھ کو اپنی رسی کا مضبوط پکڑنے والا بنا، اور جو تو نے

انعامات کئے اور جو بخششیں کیں ان کو مضبوط تھامنے والا کر، اور اپنی نعمت

کی تکمیل اس طرح فرما کہ اپنی معرفت میرے قلب میں دائم و قائم رکھ جس طرح تو نے

میری صورت کی تکمیل و تزئین کی، اور اس راہ پر مستقیم فرمایا جو تجھ تک

پہنچاتی ہے اور اس نعمت کو بھی اپنی بے شمار نعمتوں میں فرمایا اور مجھ کو شکر ادا

کرنے کی توفیق عطا فرما اور میرے قلب میں اس کو جمادے اور اپنی محبت

میرے دل سے مت نکال، اے عزت و جلال، حسن و جمال، نور و چمک

کے مالک اور اللہ کی حمد و ثنا ہے اول و آخر،

اس دعا پر سارے حاضرین نے آمین کہی اور سب کے سب نماز مغرب

کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

کون ایسا مسلمان ہے جس کو اس دعا کی ضرورت نہیں، خدا کی معرفت ذکر و

شکر، شکر و امتنان، محبت الہی کی خواہش سبھی کو ہے، اے اللہ ان تمام صفات کا حامل ہم سب کو فرما“ (آمین)

احتیاط کیجئے

مولانا عبد الرحیم صدیقی صدر مدرس مدرسہ شمس العلوم ہندو پورہ (پنجاب)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو زندگی گزارنے کے ایسے ڈھنگ

اور پاکیزہ اصول تعلیم فرمائے ہیں جو ہر حیثیت سے دینی ہموں یا دنیاوی سیدھے

ہیں، آپ نے دنیا میں رہنے اور گراں پایہ زندگی کو مصیبت اور بلاؤں سے

محفوظ رکھنے کی خاص تعلیم فرمائی ہے، غرض کوئی ایسی اہم اور مفید بات نہیں

ہے جس کی آپ نے فرمایا نہ ہدایت نہ دی ہو، آپ کا ارشاد گرامی ہے

”میں تمہارے حق میں ایسا ہوں جیسے ایک (شفیق) باپ (جو اپنی اولاد کو

نقصان دہ چیزوں سے بچاتا اور ان کی کامیابی و بھلائی کی فکر میں لگا رہتا ہے)

اپنی اولاد کے لئے“

اسی جذبہ کے تحت جہاں آپ نے اور بہت سے سبق دیے ہیں حفظانِ صحت کے

کچھ اصول بھی بتائے اور دفعِ مضرت کے طور پر چند ضروری تدابیر بھی تلقین

فرمائی ہیں، ذیل میں اسی طرح کے چند مفید ٹکڑے پیش کئے جاتے ہیں جو زیادہ تر

گھر کی ملکہ اور منظمہ ہی کے خیال میں رکھنے کی چیز ہے۔ آپ نے فرمایا:۔

”برتن ڈھانک دو، پانی کے برتنوں کا منہ باندھ دو، رات کو دروازہ بند

کر لیا کرو، بچوں کو رات کے وقت نہ نکلنے دو کیونکہ شیاطین سچن اس وقت پھیل جاتے ہیں۔

فرمان جائیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت بھری نصیحتوں پر کہ بچو اگر

پینے کا پانی جو صراحیوں اور گھڑوں میں رہتا ہے کھلا رہا اور غفلت سے منہ بند نہ کیا گیا تو اس میں کیرے، مچھر، مکڑی بلکہ سانپ بچھو جیسے موذی جانوروں کے گرنے کا ہر وقت خطرہ ہے اور پھر بے خبری میں وہ پانی پی لیا گیا تو نقصان اٹھانا پڑے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بلی کتیا بھی اس میں سمھ ڈال دیں، جس سے پانی میں جراثیم اتر جائیں اور صحت کو بگاڑ دیں۔

آج ڈاکٹر بھی کہتے ہیں کہ وہ پینے کی چیزوں میں ہونی ہے، اسی وجہ سے وہ تاکید کرتے ہیں کہ کنویں پتاس سے صاف کئے جائیں اور ہم مسلمانوں کو اسکی اطلاع ساڑھے تیرہ سو سال پہلے ہی زبان رسالت سے مل چکی ہے۔ اور فرمایا۔
”سوتے وقت چراغ گل کرو، کیونکہ چوہا جلتی ہوئی بستی پھینک دیکھا یا تیل کے لالچ میں بستی لے کر ادھر ادھر بھاگے گا، جس سے مکان میں آگ لگ جانے کا خطرہ ہے) اس طرح گھولنے بھی جل جائیں گے۔“
غالباً چوہے کو حدیث میں اسی بُری عادت کی بنا پر فوجیہ کہہ لیا گیا جو فسق سے بنا ہے۔ الادب المفرد کے حوالے سے ذیل میں اسی قسم کا ایک واقعہ درج کرتے ہیں:-

حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک چوہا آیا اور چراغ کی جلتی بستی کھینچ کر بھاگنے لگا، کنیز اس کا پیچھا کرنے کے لئے اٹھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا، اتنے میں چوہے نے جس چٹائی پر کنیز بیٹھی ہوئی تھی اس پر بستی ڈال دی جس سے ایک درہم کی گولائی بھر چٹائی جل گئی، تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم لوگ سوتے کا ارادہ کرو تو چراغ بجھا

دیا کرو، کیونکہ شیطان اس جیسے (چوہے) کو ایسی ہی پتی پڑھاتا ہے اور پھر وہ تمہارے گھر کو پھونک ڈالتا ہے۔

ہمارا آپ کا مشاہدہ ہے کہ گھاس پھوس کی کتنی ہی جھونپڑیاں صرف اسلئے جل گئیں کہ اندر جلتا ہوا چراغ چھوڑ کر لوگ باہر چلے گئے اور موقع پا کر چوہے نے اپنی فطری خباثت سے جلتی ہوئی بستی چھت پر پہنچادی اور آنا فانا جھونپڑی جل کر رکھ کا ڈھیر ہو گئی۔ اس لئے گھر کی ذمہ دار بہنوں کو خاص طور سے اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ رات کو سوتے وقت گھر کا دروازہ بند ہو، برتن ڈھکے ہوئے ہوں، چراغ گل ہوں، چھوٹے بچے باہر نہ پھریں۔

بچوں کی
قصص الانبیاء
از: امۃ الشریعہ نسیم۔ اب کئی سال پہلے
بچوں کیلئے قصص الانبیاء کے اگلا حصہ
طبع ہوئے تھے، اب ان کو یکجا کر کے سرور

دوسرے شائع ہو چکے ہیں

حصہ اول:- اس میں حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح علیہم السلام

کے بچے اور مؤثر واقعات حالات درج ہیں۔ قیمت ایک روپیہ

حصہ دوم:- اس میں حضرت ابراہیم، حضرت لوط، حضرت یوسف حضرت

شعیب علیہم السلام کے حالات واقعات درج ہیں۔ قیمت ایک روپیہ ۲۰ پے

مکتبہ اسلام، ۳۷، گوئن سٹریٹ، لکھنؤ

حضرت ام امین

یہ خاتون حبشہ کی رہنے والی تھیں، ان کا نام برکہ اور کنیت ام امین تھی سرکار کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد عبد اللہ کی کنیز تھیں، ان کے انتقال کے بعد حضرت آمنہ (والدہ ماجدہ حضور اقدس) کے پاس رہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش میں ان کا بھی بڑا دخل تھا۔

پہلا نکاح عبید بن زید سے ہوا، ان کے انتقال کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاص خادم اور محبوب غلام حضرت زید بن عارضہ سے نکاح کر دیا، چونکہ حضرت زید اسلام لاپچکے تھے اس لئے ان خاتون نے بھی اسلام کو قبول کر لیا۔

جب مسلمانوں نے پہلی بار حبشہ کو ہجرت کی تو ان خاتون نے بھی ہجرت کی اور وہاں مایہ ناپ ہوئیں، غزوہ اُحد میں شریک ہوئیں، ان کا بڑا کام یہ تھا کہ غزوہ میں جو زخمی ہو جاتا، اسکی مرہم پٹی کرئیں، ان کو پانی پلائیں اور ان کے آرام و راحت کا سامان ہیتا کرئیں، غزوہ خیبر میں بھی شرکت کی۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت تھی، حضور نے جب اس دنیا سے پردہ فرمایا تو یہ خاتون از حد غمگین تھیں اور رُزور ہی تھیں حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ نے سمجھا یا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے پاس تشریف لے گئے ہیں وہاں آپ کے لئے اس دنیا سے بہتر چیز موجود ہے، ام امین نے کہا مجھے کبھی خوب معلوم ہے کہ حضور کیلئے وہاں سب سے بہتر چیز موجود ہے، میں اس لئے روتی ہوں کہ حضور کے تشریف لے جانے سے

وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ پر اس جواب کا اتنا زیادہ اثر پڑا کہ وہ دونوں ان کے ساتھ مل کر زراد قطار رونے لگے۔ اس واقعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کے دل میں وحی کی کتنی قدر تھی اور اس قدر کتنا عظیم المرتبت روز سمجھتے تھے اور اس کے ختم ہونے پر اپنی محرومی کا شدت سے احساس تھا، ۲۴ برس میں حضرت عمرؓ کی شہادت ہوئی، امام امینؓ کو معلوم ہوا تو بہت روئیں، لوگوں نے اسکی وجہ دریافت کی تو جواب دیا کہ اسلام کمزور ہو گیا۔

ان کا انتقال حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں ہوا، ان کی کئی اولادیں تھیں، لیکن سب سے زیادہ مشہور حضرت اسامہ ہوئے۔ حضرت اسامہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب خاص تھے۔ حضور کو ان دونوں باپ بیٹوں سے ارحم و تعلق تھا، خود ام امینؓ جو حضرت اسامہؓ کی والدہ تھیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں بڑی معزز تھیں چونکہ انھوں نے حضور کو اپنی گود میں پالا تھا اور بچپن میں کھلایا تھا، اس لئے حضور کو اپنی ماں کی طرح سمجھتے تھے خود ارشاد فرماتے کہ "ام امین میری ماں ہیں" آنحضرتؐ اکثر ان کے گھر تشریف لے جاتے، ایک بار تشریف لے گئے تو انھوں نے شربت پیش کیا، آنحضرتؐ روزہ سے تھے ذرا سا تڑپا دیکھا تو ام امینؓ ناخوش ہوئیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے چند حدیثیں روایت بھی کی ہیں، حضرت ام امینؓ ان صحابی خواتین میں ہیں جنھوں نے اول اول اسلام قبول کیا اور بلا حیل و حجت حضورؐ کی آواز پر لبیک کہا، اسلام کی خاطر ہجرت کی اور غزوات میں مجاہدین اور شہداء کی خدمت کی، حضورؐ سے بے انتہا محبت کی اور وحی کے بند ہو جانے پر انتہائی تعلق کا اظہار کیا، آج بھی اسلام اسی خواتین کا طالب ہے جو اسلام کی سچی پیروی اور اسکے لئے تکلیف اٹھائیں۔

مولانا عبدالمجید دریا بادی

نیافتنہ

”ماڈرن پاکستان“ لندن۔ لاہور کی مسز۔۔۔ جنہوں نے یہاں اکیڈمی آف ماڈرننگ سے چھ ماہ میں ماڈرننگ کو سیکل کیا ہے۔ پہلی خاتون ہیں جنہوں نے اس فن میں ہمارے حاصل کی ہے، ان کا ارادہ ہے کہ وہ پاکستان میں ماڈرننگ کے فن کو فروغ دیں، کشادہ قامت اور پرکشش شخصیت کی حامل مسز۔۔۔ نے یہاں کے نیو ہوٹل کے اسٹیج پر انگریزاؤں کے ساتھ فیشن پریڈ میں حصہ لیا۔ اس میں لڑکیاں اور لڑکے دونوں تھے۔۔۔ مسز۔۔۔ نے انگریزی بلوسات کے علاوہ ساڑھی کی بھی نمائش کی، جسے بہت پسند کیا گیا۔۔۔ مسز۔۔۔ نے اس فیشن پریڈ کے بعد کہا۔ پاکستان میں جدید زمانے کے تقاضوں کو حقیقت پسندی کے ساتھ قبول کیا جا رہا ہے۔۔۔ بلوسات سے لے کر فنون لطیفہ تک ماڈرننگ کی ضرورت ہوتی ہے، لیکن ہمارے یہاں بھی تک اس طرف توجہ نہیں دی جا رہی ہے۔۔۔ مسز۔۔۔ کا ارادہ ہے کہ وہ یہاں کوئی سچا ماہ مزید قیام کریں اور لندن کے بڑے بڑے بلوساتی اداروں میں اس فن کی عملی تکمیل کے ضمن میں اسے فائدہ اٹھائیں اور واپس پاکستان جا کر فن کے فروغ کے لئے ضروری اقدامات کریں۔ پاکستان کو اپنی ایسی ہی دختروں پر فخر ہے۔ خبر ہر غیرت مند مسلمان کے لئے یہی صد مہر خیر ہے ظاہر ہی ہے۔ اور اس سے بڑھ کر ماتم انگیز حقیقت یہ ہے کہ خبر بعض بڑے سنجیدہ لاہوری روزناموں نے شائع کی ہے بغیر کسی تنقیدی آرٹ کے۔ اور پوری طرح نمایاں کر کے!

نیافتنہ - لاہور کے ایک دینی ہفتہ وار سے :-

”رحیم یار خاں کے ایک سنار نے یہ واقعہ سنایا کہ حال ہی میں ایک نو عمر خاتون ان کی دوکان پر تشریف لائیں اور سنار مذکور کو ایک خاص قسم کا زیور بنانے کا آرڈر دیا جب سنار مذکور زیور کی اس خاص قسم کو اچھی طرح نہ سمجھ سکا تو اس خاتون نے اسے دس روپیہ دیے اور کہا کہ فلاں سینما میں فلاں فلم چل رہی ہے، اس میں فلاں ایجنٹ اس قسم کا زیور پہن کر فلاں پاٹ ادا کر رہی ہے اسے دیکھ آؤ۔ اور پھر میرے لئے فلاں قسم کا زیور تیار کر دو۔۔۔۔۔ (آگے کچھ اور واقعات اسی قسم کے) یہ واقعات صرف ایک چھوٹے سے شہر کے ماحول سے معلوم ہوئے ہیں، پورے ملک میں کیا ہو رہا ہے اور یہ سب کچھ کس پیمانہ پر انجام دیا جا رہا ہے، اس کا اندازہ ہی نہیں کیا جاسکتا۔“

سچی ہاں! اسی کا نام ہے انقلاب دہر، ایک ماٹہ تھا کہ میں شہزادوں اور سگیات شاہی کی کجانی تھی اور ہوس ہر عورت کے دل میں یہ رہتی تھی کہ جس حد تک بھی بن پڑے اپنے کو فرما زوائے وقت کی ملکہ یا بادشاہ بگیم سے قریب کیا جائے اور پیشہ ورنہ اپنے والیوں کی عزت تکرم الگ رہی، غریب سی غریب عورت کے دل میں ان کی تحقیر بٹھی رہتی تھی بلکہ شریف لویاں تو ان کے باقاعدہ پردہ کرتی تھیں جس طرح نامحرم مردوں سے کیا جاتا ہے، اور اگر اتفاق سے کہیں ساتھ بھی ہو گیا، مثلاً ریل پر یا زمانہ ہسپتال میں تو شریف گھرانوں کی بہو بیٹیاں اپنے کو ہر ممکن حد تک چھپانے کی کوشش کرتی تھیں، یا ایک زمانہ یہ آگیا کہ انھیں مال زادوں کی ترقیاں خود ہماری راکھوں اور ہونوں کا مسلح نظر بن گئیں اور اگر کسی یہ پیش بینی نوشتہ تقدیر کی طرح اب آ کر پوری ہو کر رہی ہے بدل جائے گا معیار شرافت پر شیم گردوں میں زیادہ ہیں جو اپنے زعم میں وہ سب کلم ہوں گے

ہمارا دسترخوان

☆: محترمہ خیر النساء صاحبہ بہتر

گاجر کا مہ عفر :-

دلایتی گاجر کدو کش کی ہونی ایک پاؤ، دودھ ایک سیر، فک ایک پاؤ۔ گاجر پھیل کر کدو کش کر کے پانی میں جوش دے کر پنجوڑو اور پھر دوسرے پانی میں ہو کر پھر پنجوڑو، اور شکر دودھ میں ملا کر خوب پکاؤ جب نصف رہ جائے اور گاجر کو آدھ پاؤ گھی میں خوب بھونو کہ ہیاک نہ رہے، بھون کر دودھ میں پھوڑو، جب گل جائے اور دودھ خشک ہو جائے تو اتار لو اور کیوڑہ پستہ وغیرہ کتر کر چھوڑو گریخیال رکھو کہ پکنے میں پتھے باقی رہیں گے گھلنے نہ پائیں گاجر کا حلوہ نہایت تحفہ ولذیذ۔

گاجر کو پھیل کر بڑی نکال ڈالو اور وزن کر لو، اگر گاجر ایک سیر ہوں تو دودھ دوسیر تازہ عمدہ میں جوش دو، جب رطوبت جذب ہو جائے تو شکر تین پاؤ ڈال کر قوام ٹھیک کرو اور بالائی آدھ سیر قوام میں ڈال کر اچھی طرح پکاؤ، جب بالائی کی رطوبت جذب ہو جائے تو کھو یا ایک پاؤ کی تازہ برنی ڈال کر مغز بادام ایک چھٹانک مغز پستہ ایک چھٹانک مغز چنوزہ ایک چھٹانک مغز اخروٹ ایک چھٹانک علیحدہ علیحدہ پانی میں پیس کر ان سب کا شیرہ ڈالو اور کچھ سے خوب لت کرو اور پکاؤ جب تیار ہو پر آجائے زعفران عرق کیوڑہ میں گھس کر ملا دو اور کورس برتن میں نکال کر رکھ لو۔

مکاتیب یورپ

اذا: مولانا سید ابوالحسن علی حسینی ندوی

مولانا ابوالحسن علی ندوی ابھی حال ہی میں یورپ کے سفر پر تشریف لے گئے تھے وہاں سے آپ نے کئی خطوط تحریر فرمائے، ان خطوط میں وہاں کے مختلف شہروں جیسے جنیوا، برن، لندن، گلاسکو، پیرس وغیرہ کے اخلاقی، سیاسی، تعلیمی حالات کی ایک جھلک ملتی ہے، خطوط ہلکے پھلکے اور پر از معلومات ہیں۔

قیمت ————— ایک روپیہ

مکتبہ اسلام، ۳، گوئن روڈ۔ لکھنؤ

ماہ نامہ ————— "رضوان" لکھنؤ

لیکیت و دیگر تفصیلات کے متعلق وزارت اطلاعات و نشریات کا مطلوبہ بیان

FORM IV

SEE RULE 8

(۱) مقام اشاعت، لکھنؤ (۲) وقفہ اشاعت، ماہانہ

(۳) پرنٹر، پبلشر، ایڈیٹر، پروڈیوسر محمد ثانی حسینی

(۴) قیمت، ہندستانی (۵) پتہ: ۳۴- گوئن روڈ لکھنؤ

میں (محمد ثانی حسینی) بذریعہ تحریر ہذا اعلان کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا تفصیلات میرے علم و اعتماد کی مدد تک صحیح ہیں۔
دستخط پبلشر (محمد ثانی حسینی)